خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس

عطاء اللہ شہاب، گلگت

جمعیت علمائے اسلام صوبہ سرحد نے ڈیڑھ صد سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے پشاور میں ایک عظیم الشان عالمی کانفرنس منعقد کرنے کا اہتمام کیا جس میں بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے شرکت کی، سہ ماہی وفاق کے لیے اس کانفرنس کی رپورٹنگ وفاق المدارس کے شمالی علاقہ جات کے نمائندے مولانا عطاء اللہ شہاب صاحب نے کی ہے، ذیل میں ان کی رپورٹ کی تلخیص شائع کی جارہی ہے۔

کانفرنس کے انعقاد کے لیے دارالعلوم کی بنیاد اور قیام کی مناسبت سے، ۱۵، ۱۶، ۱۷ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۲ ہجری کی تاریخیں طے کی گئیں کہ انہی تاریخوں میں سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالی گئی تھی یہ تاریخیں اتفاق سے ۹، ۱۰، اور ۱۱ اپریل کو پڑ گئیں اور یوں شرکاء و مندوبین کانفرنس کیلیے ایک معتدل موسم میسر آیا۔

کانفرنس کے کل چھ سیشن ہوئے، ۹ اپریل بروز پیر دو سیشن ہوئے: پہلا سیشن ڈھائی بجے شروع ہوا اور ساڑھے پانچ بجے ختم ہوا جبکہ دوسرا سیشن مغرب کے بعد شروع ہوا اور رات نو بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا، جبکہ ۱۰ اپریل بروز منگل تین سیشن ہوئے: پہلا سیشن صبح ۱۰ بجے سے دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک، جبکہ بعد از نماز ظہر تا عصر کی نماز اور تیسرا نماز مغرب کے بعد شروع ہوا اور رات تقریباً ۱۱ بجے تک جاری رہا اور ۱۱ اپریل کو فقط ایک سیشن ہوا جو صبح ۹ بجے شروع ہو کر دوپہر سوا دو بجے تک چلتا رہا کانفرنس کے دوران نمازوں، کھانے پینے اور آرام کرنے کے لیے مناسب وقت دیا جاتا تھا۔

پہلے سیشن کا باقاعدہ آغاز قاری فیاض الرحمن صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا جبکہ اس پہلی نشست کی صدارت مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم جناب حضرت مولانا مرغوب الرحمان صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی بعدازاں شیخ الحدیث مولانا امان اللہ خان صاحب اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب نے ابتدائی استقبالیہ ترحیبی کلمات پر مشتمل مختصر خطاب کیا۔

اجتماع سے حضرت مولانا حسن جان صاحب آف پشاور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم دیوبند نے تین بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔

(۱) عقائد حقہ اور علم وعمل کی ترویج واشاعت۔

(۲) اسلامی سیاست کا فروغ اور فرنگی تسلط اور استبداد کا خاتمہ

(۳) تحریک دعوت وتبلیغ اور تحریک جہاد وقتال، جس کی موجودہ شکل تبلیغی جماعت اور طالبان تحریک ہیں۔

مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور ہندوستانی علماء کے وفد کے قائد حضرت مولانا مرغوب الرحمان صاحب نے علمی، فکری، تبلیغی، جہادی اور سیاسی خدمات کے حوالے سے ایک نہایت ہی یادگار اور پر مغز مقالہ پڑھا جس کو من وعن تحریر میں لانا ممکن نہیں اس لیے کہ مقالہ کافی طویل تھا اور اسی بنا پر مقالے کا اکثر حصہ حضرت مولانا موصوف کے صاحبزادے نے پڑھ کر سنایا۔

مولانا نے کہا کہ جب اہل ہند سے دینی علوم، انسانی حریت وغیرت اور قرآن وسنت اور سلف صالحین سے تعلق پہلے کم، پھر رفتہ رفتہ ختم ہوتا گیا اور اہل ہند میں سے کسی نے اس امر پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کیا، کیونکہ احتجاج کی متوقع سزا کا تصور اور خوف ان کے سامنے تھا مگر ایسے مشکل اور کٹھن وقت میں مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے ابناء واحفاد کے انقلابی افکار کے وارث علماء اٹھ کھڑے ہوئے اور بے دینی اور الحاد کے اس سمندر کے سامنے ایک بندھ باندھا اور یہی علماء اور صلحاء دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی ٹھہرے اور آنے والے ادوار میں اہل سنت والجماعت اور سوادِ اعظم کی تعبیر کا مظہر بن کر ابھرے۔

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اعظمی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

جتنا علم ہوگا اتنا ہی خوف اور خشیتِ الٰہی نصیب ہوگی اور جتنا خوف خدا ہوگا اتنا ہی اخلاص پیدا ہوگا اور جتنا اخلاص ہوگا اتنا ہی اعمال میں وزن پیدا ہوگا تو گویا ان تمام امور کی بنیاد علم ٹھہرا اور علم کے حوالے سے ہی دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا او یہ شجرۂ طیبہ وقتِ قیام سے علم وعمل، خوف وخشیت، اخلاص وللّٰہیت اور دین کے نفاذ ودفاع کے حوالے سے ایک مستند حوالہ بن کر سامنے آیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور جامعہ فاروقیہ کراچی کے بانی ومہتمم شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

حکومت دینی مدارس کو کمزور کرنے اور ان پر کنٹرول کرنے کے مختلف حیلے بہانے تلاش کر رہی ہے اور ان شاء اللہ مدارس کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی۔

وفاق المدارس کے ناظم عمومی جناب قاری محمد حنیف جالندھری نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے حوالے سے منعقدہ اس کانفرنس کے انعقاد پر قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان، صاحب دامت برکاتہم، قائدین جمعیت اور منتظمین کانفرنس کو سلام پیش کرتا ہوں، دارالعلوم دیوبند کے گو کہ عمر کے لحاظ سے ۱۳۷، سال ہو چکے ہیں لیکن کیفیات کے حوالے سے دارالعلوم کی خدمات ہزاروں صدیوں پر محیط ہیں۔

افغانستان کے سفیر متعینہ پاکستان جناب ملا عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ آج جو افغانستان میں اسلامی حکومت اور خلافت قائم ہوئی ہے وہ سب دارالعلوم دیوبند ہی کا ثمرہ ہے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ان عالمی اور اسلامی افکار کا عکاس ہے جو نظام اسلامی کے قیام کے بارے میں رکھتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو ان افکار پر کاربند رہنے کا علمی وعملی درس دیا کرتے تھے۔

امیر الہند حضرت سید اسعد مدنی صاحب کو جب خطاب کرنے کی دعوت دی گئی تو سارے مجمع پر سناٹا چھا گیا تا کہ اپنے محبوب مہمان کا خطاب سن سکیں لیکن تجری الرّیاح بما لا تشتھی السفن کے بمصداق حضرت نے وقت کی قلت کا عذر فرما کر فقط کانفرنس کے انعقاد کرائے جانے پر کلماتِ تشکر ادا کرنے پر اکتفا فرمایا۔

کانفرنس کے آخری سیشن میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب کو اختتامی کلمات کہنے کیلئے اسٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی، مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد کانفرنس کے شرکاء کو مختلف مقامات اور ممالک سے اتنا بڑا اور مشکل سفر کر کے آنے پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر عالم کفر اور امریکہ نے اپنی غیر منصفانہ پالیسی کو تبدیل نہ کیا اور دلیل کے راستے پر نہ آئے تو ہم اپنے دفاع کا اعلان کرتے ہیں، انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے ملے گا، دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلمان مظلوم ہو اور مسلسل ظلم برداشت کر تا رہا ہو تو ہمیں اپنے بھائی کی مدد سے کوئی روک نہیں سکتا۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے نہیں روک سکتی اور ایسے حالات میں ہم اقوام متحدہ کو بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ بھی ایسے اقدامات سے باز رہے جس میں امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل ہوتی ہو۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ باوجود اس کے کہ وہ عالم کفر کی جارحیت اور استبداد کا نشانہ بن چکے ہیں۔ آج چیچنیا اور فلسطین کے مسلمان بے سروسامانی کے عالم میں ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، آج افغانستان کے جہاں بیس سالہ جہاد کے نتیجے میں پورا افغانستان ٹوٹ چکا ہے کوئی گھر ایسا نہیں جہاں انسانوں کی قربانی نہیں دی گئی ہو۔ بیداری و صلاحیت صفر ہو چکی ہے جبکہ دوسری جانب اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور ظلم کرتے ہوئے افغانستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دیں، انہوں نے پاکستان کے حکمرانوں سیاسی جماعتوں اور مذہبی جماعتوں سے کہا کہ ہمارے درمیان قرآن و سنت قدرِ مشترک ہے۔ اس لیے حکمرانوں کو ملک میں فوری طور پر اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں ہمارا قومی مزاج ہے۔ ہمارے قومی اقدار میں کسی بھی قوم کے لیے خاندانی نظام پیدا کرنا ہے۔ ہمارے لیے قبائلی اور قومی اقدار عظیم ہیں۔ خاندانی نظام قرآن و سنت کی بنیاد پر ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عورت کی عزت محفوظ رہے گی۔ یہ کیسے قوم پرست ہیں کہ ایک جانب قوم پرستی کرتے ہیں اور دوسری طرف مغرب کی تابعداری کرتے ہیں۔

اس عظیم الشان اور تاریخ ساز کانفرنس کی مناسبت سے کچھ قرار دادیں بھی منظور کی گئیں جو جمعیت کے مرکزی راہنما سید عبد المجید شاہ نے پیش کی۔

(۱) افغانستان، عراق اور لیبیا کے خلاف اقتصادی پابندیاں ختم کی جائیں۔

(۲) پاکستان میں آئینی تقاضہ کو پورا کرتے ہوئے فوری طور پر شریعت نافذ کی جائے۔

(۳) عالم اسلام دشمن میڈیا پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے بروئے کار لائے ہوئے وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کرے۔

(۴) سرزمین عرب سے امریکی افواج کا انخلاء کر کے اپنی بقاء و سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔

(۵) امتِ مسلمہ اپنے مفادات کے لیے مسلم بلاک تشکیل دے۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ ان حضرات کو متنبہ کیا گیا جو بیرونِ ممالک خصوصاً عرب ممالک میں رہتے ہیں وہ علمائے دیوبند کے خلاف ریشہ دوانیوں سے باز آجائیں ورنہ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

۱۱ اپریل بدھ کے روز ۲ بجے دار العلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت قاری محمد عثمان صاحب کی رقت آمیز دعا کے ساتھ کانفرنس کا اختتام ہوا۔

اللہ رب العزت اس مبارک اجتماع کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا ذریعہ بنادے۔ آمین۔